ڈاکٹر عبدالغفور بلوچ، ڈاکٹر عنایت حسین لغاری اور کوثر
چیرمین شعبہ علوم اسلامی، چیرمین شعبہ سندھی اور اسکالر
وفاقی اردو یونیورسٹی، عبدالحق کیمپس۔ کراچی

علم کی ضرورت و اہمیت، قرآن و سنت کی روشنی میں

IMPORTANCE OF EDUCATION IN THE RESPECTIVE OF QURAN AND SUNNAH

Abstract

Islam is the religion of nature, its preaching not only similarity with human nature, on the contrary, it is become helpful for completion of the demanding of human nature. It is universally admitted that Almighty Allah from the very first day gifted inquisitiveness and fervor of search of knowledge, therefore search of knowledge & Literature is desire of nature and religion of nature do not keep away from desire of nature, hence search of knowledge declared a strict obligation of Islam. Now, here discussing the place and position of learning and it explores conspicuous and declared preaching is search of knowledge for all without considering caste, color, sex etc. therefore closing the door of education for women is uncultured and great sin, subsequently against of islamic education and principles therefore, act of fundamentalists to demolish the education institution is highly condemnable and against the golden principles of Islam.

تلخیص

اسلام دین فطرت ہے، اس کی تمام تعلیمات فطرت انسانی سے نہ صرف کلیتاً مطابقت رکھتی ہیں، بلکہ وہ فطرت انسانی کے مقتضیات کی تکمیل میں مدد و معاون بھی ہیں اور یہ بھی ایک مسلمہ امر ہے کہ انسان کی فطرت میں اللہ تعالیٰ نے جذبہ تجسس اور ذوقِ حصول روزِ اول سے ہی ودیعت فرمایا ہے، گویا کہ حصول علم داعیہ فطرت ہے، اور دین فطرت اسلام اس سے بے نیاز نہیں رہ سکتا، چنانچہ اسلام نے حصول علم کو فرض قرار دیا ہے، اس مقالہ میں علم کے مقام کو اجاگر کرتے ہوئے اس امر کو ثابت کرنا مقصود ہے کہ اسلام بلا تفریقِ جنس، مرد و عورت دونوں یکساں طور پر حصول علم کی ترغیب دیتا ہے، چنانچہ انتہا پسندوں کی جانب سے عورت کے لیے حصول علم وادب کا دروازہ بند کردینے اور تعلیمی اداروں کو مسمار

کر دینے کا مذموم عمل نہ صرف جاہلانہ ذہنیت کا مظہر اور ظلم عظیم ہے بلکہ اسلامی تعلیمات کے قطعی منافی امر ہے۔

لفظِ علم کی لغوی تحقیق:

علم عربی زبان کا لفظ ہے جس کا سادہ مطلب جاننا ہے (۱)، اسی طرح حقیقی شے کا ادراک اور یقین و معارف (۲) بھی اس لفظ کے معنی میں استعمال ہوئے ہیں، دانائی، آگاہی، ہنر و فن، جادو اور عمل تسخیر جیسے الفاظ کو بھی بطور معانی علم میں بیان کیا گیا ہے (۳)۔

علم کو انگریزی میں Knowledge, Learning, Doctrine اور Literature کہتے ہیں (۴)، صاحب قاموس مترادفات نے علم کی لغوی معنویت کو بایں الفاظ اجاگر کیا ہے۔

۱۔ آگاہی، دانش، گیان، بدیا، واقفیت، دانائی، وقوف، دانست، دویا، خبر، حکمت

۲۔ جادو، ٹونا، منتر، سحر (۵)۔

علم کے معنی ہیں کسی چیز کا ادراک کرنا، اس سے بابِ تفصیل میں تعلیم آتا ہے، تعلیم کے معنی بار بار اور کثرت کے ساتھ دینے کے ہیں، حتیٰ کہ معلم کے ذہن میں اثر پیدا ہو جائے (۶)

علم ع ل م مادے سے ہے اور جہل کی ضد ہے، مفردات میں ہے: العلم ادراک الشیء بحقیقۃ (کسی شے کی حقیقت کا ادراک علم ہے)، اسی مادے سے علیم اور علامہ (بطور مبالغہ) اور عالم کے الفاظ قرآن مجید میں استعمال ہوئے ہیں، علم کے مرادفات میں ادراک، شعور اور معرفت جیسے الفاظ بھی بڑی اہمیت کے حامل ہیں۔

محدود مفہوم میں فن اور صناعۃ بھی بایں معنی مستعمل ہیں، اسی طرح فقہ اور معرف کو بھی علم کہا جا سکتا ہے، مگر ایک خاص دائرہ اطلاق کی وجہ سے عالم اور عارف وفقیہ میں فرق ہے، اسی طرح شعور کے معنی ہیں ادراک جزئیات، اسی بنیاد پر شاعر کے معنی ہوئے ادراک جزئیات کرنے والا، فقیہ کا مطلب ہے معلومات و مدرکات کا عقلی تجزیہ کرنے والا، اسی لیے فقیہ عاقل و دانا شخص، یا کسی علم کے اصول بندی کرنے والے کو بھی کہتے ہیں، معرفت اور علم میں جزوی ترادف پایا جاتا ہے، چنانچہ القشیری نے اپنے رسالے میں لکھا ہے۔ المعرفہ۔۔۔۔ ھوالعلم، مگر اس امر کے باوجود القشیری ہی نے ان دونوں لفظوں کے فرق و امتیاز پر بھی خوب بحث کی ہے، موصوف کے یہ فقرے خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ العارف فوق ما یقول والعالم دون ما یقول۔ دراصل عارف وہ شخص ہے جو براہ راست یعنی عقل و حواس کے واسطے بغیر روحانی واردات کے طور پر علم حاصل کرتا ہے، اور عالم وہ شخص ہے جو حواس و عقل کے ذریعے حقائق کا ادراک کرتا ہے۔ (۷)

علم کی تعریف:

اصحابِ علم و فضل اور ماہرین فن نے بالعموم علم کی جامع و مانع تعریف سے احتراز کیا ہے مگر جو تعریفات کی گئیں ہیں ان کی تعداد بھی بہت کثیر ہے، جن میں سے چند تعریفات حسب ذیل ہیں۔

''علم ایک ایسی صفت ہے جس کے ذریعے کسی شے کا ادراک حاصل ہوتا ہے، اس لحاظ سے یہ ایک ذہنی عمل ہے'' (بحوالہ لا یجی: مواقف)

''علم، عالم اور معلوم کے درمیان صفتِ اضافیہ ہے (بحوالہ الامدی: الابکار)، علم کی ایک تعریف یہ ہے ''معرفۃ شیء علٰی من ھو بہ'' (الغزالی: المستصفی)، یہ تعریف بھی اہمیت کی حامل ہے، ''علم، ادراک، تحصیل اور وجدان حقیقت ہے''، نیز یہ کہ علم ارتسام ہے (یعنی ذہن میں رسم و نقش معنی کا) یا علامت ہے معنی کی''، ایک تعریف یہ بھی ہے کہ ''علم متخیلات اور متصورات کی ذہنی تحقیق ہے'' (۸)

علامہ اقبال نے خواجہ غلام السیدین کے نام ارسال کردہ خط میں علم کی تعریف ان الفاظ میں کی تھی، ''علم سے میری مراد وہ علم ہے جس کا دارومدار حواس پر ہو، عام طور پر میں نے علم کا لفظ انہی معنوں میں استعمال کیا ہے، اس علم سے وہ طبعی قوت ہاتھ آتی ہے، جس کو دین کے ماتحت رہنا چاہیے، اگر یہ دین کے ماتحت نہ رہے تو محض شیطنت ہے، مسلمان کے لیے لازم ہے کہ علم کو مسلمان کرے''

بولہب راحیدر کرار کن اگر یہ بولہب حیدر کرار بن جائے یا یوں کہیے کہ اس کی قوت دین کے تابع ہو جائے تو نوع انسانی کے لیے سراپا رحمت ہے (۹)،

علم وادب کی اہمیت قرآن مجید کی روشنی میں:

قرآن مجید علم و عرفان کا مخزن، معدن اور رشد و ہدایت کا منبع اور سرچشمہ ہے، جس پر انسانیت کی ابدی فلاح و سعادت کا دارومدار ہے، قرآن مجید کے مطالعہ سے یہ امر روز روشن کی طرح عیاں ہوتا ہے کہ علم و ہدایت کے اس عظیم منبع میں جابجا علم کی اہمیت کو اجاگر کرتے ہوئے حصول علم کی ترغیب اور تشویق دی گئی ہے، جس کا اندازہ اس بات سے کیا جاسکتا ہے کہ نزول قرآن کا آغاز ''اقراء'' کے لفظ سے ہوا، ارشاد باری تعالٰی ہے۔

اقراء باسم ربک الذی خلق، خلق الانسان من علق، اقرا و ربک الاکرم، الذی علم بالقلم، علم الانسان مالم یعلم (۱۰)،

آیات مقدسہ کا ترجمہ حسب ذیل ہے

پڑھ (اے نبی ﷺ) اپنے رب کے نام کے ساتھ جس نے پیدا کیا، جمے ہوئے خون کے ایک

لو تھڑے سے انسان کی تخلیق کی، پڑھ اور تیرا رب بڑا کریم ہے جس نے قلم سے علم سکھایا، (جس نے) انسان کو وہ علم دیا جسے وہ نہیں جانتا تھا"۔

قرآن مجید کی ایک سورۃ کا نام القلم ہے، اس سورۃ مقدسہ کے آغاز میں اللہ تعالیٰ نے قلم کی قسم کھائی ہے جو قلم کی عظمت اور اہمیت کی روشن دلیل ہے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، ن، والقلم ومایسطرون، ترجمہ: قلم کی اور جو (اہل قلم) لکھتے ہیں اس کی قسم (۱۱)

اللہ تعالیٰ نے انسان کو تمام مخلوقاتِ عالم پر فضیلت عطا فرمائی ہے، اس کی وجہ سے یقیناً وہ ادراکی صلاحیتیں ہیں جن کو بروئے کار لا کر انسان علم و عرفان کے بحر بیکراں میں غوطہ زن ہو جاتا ہے، اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کی فطرت میں جذبہ تجسس پیدا فرمایا ہے اس حقیقت کا اظہار قرآن مجید ان الفاظ میں فرماتا ہے، وعلم آدم الاسماء کلھا ثم عرضھم علی الملئکۃ، فقال انبؤنی باسماء ھولاء ان کنتم صادقین، قالوا سبحٰنک لا علم لنا الا ما علمتنا، انک انت العلیم الحکیم (۱۲)، ترجمہ: اور اس نے آدم علیہ السلام کو سب چیزوں کے نام سکھائے پھر ان کو فرشتوں کے سامنے پیش کیا اور فرمایا اور اگر تم سچے ہو تو مجھے ان کے نام بتاؤ۔

قرآن مجید میں اصحاب علم کی فضیلت کو اجاگر کرتے ہوئے ان کے لیے انعام و اکرام کا وعدہ فرمایا گیا ہے، ارشادِ ربانی ہے

لکن الراسخون فی العلم منھم والمومنون بما انزل الیک وما انزل من قبلک والمقیمین الصلوۃ والموتون الزکوۃ والمومنون باللہ والیوم الاخر، اولئک سنوتیھم اجراً عظیما (۱۳)، ترجمہ: مگر جو لوگ علم میں پختہ ہیں اور جو مومن ہیں اور اس کتاب پر جو آپ ﷺ پر نازل ہوئی اور جو کتابیں آپ ﷺ سے پہلے نازل ہوئیں (سب پر) ایمان رکھتے ہیں، اور نماز پڑھتے ہیں اور زکوۃ دیتے ہیں اور جو اللہ اور روز آخرت پر ایمان رکھتے ہیں ان کو عنقریب اجر عظیم دیں گے۔

ترویج علم کے رتبہ عظیم کو جہاد کے برابر قرار دیا گیا ہے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ترجمہ: اور مسلمانوں کو یہ نہیں چاہیے کہ سب کے سب نکل کھڑے ہوں سو ایسا کیوں نہ کیا جائے کہ ان کی ہر بڑی جماعت میں سے ایک چھوٹی جماعت جایا کرے تاکہ وہ دین کی سمجھ بوجھ حاصل کریں اور تاکہ یہ لوگ اپنی قوم کو جب وہ اس کے پاس آجائیں ڈرائیں تاکہ وہ احتیاط کریں (۱۴)، قرآن کریم میں علما و ادیبون اور جہلا کے مابین خط امتیاز کو بایں انداز واضح فرمایا گیا ہے، قل سیتوی الذین یعملون والذین لا یعلمون (۱۵)، آپ ﷺ فرمادیجیئے بھلا علم اور جہل والے بھی برابر ہوتے ہیں، اللہ تعالیٰ نے نبی اکرم ﷺ کو جتنا علم عطا فرمایا اتنا علم کسی اور کو عطا نہیں فرمایا گیا، مگر اس امر کے باوصف اللہ تعالیٰ نے آنحضور ﷺ کو علم میں اضافے کی دعا کی ترغیب فرمائی ہے، ارشاد ربانی ہے

وقل رب ذدنی علما (۱۶)، ترجمہ: اور (اے نبی ﷺ) دعا کیجیئے کہ اے میرے رب میرے

علم میں اضافہ فرما

نبی اکرم ﷺ مجسم علم ہونے کے باوجود بکثرت مذکورہ دعا پڑھتے تھے، اور علم میں اضافے کے لیے بارگاہ خداوندی میں دست بہ سوال رہتے تھے (۱۷)، قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ صاحبان علم کے لیے انعام کا ذکر کرتے ہوئے فرماتا ہے۔

یرفع اللہ الذین اٰمنو منکم لا والذین اوتوا العلم درجتہ (۱۸)، حقیقت یہ ہے کہ اللہ کے بندوں میں صرف علم رکھنے والے لوگ ہی اس سے ڈرتے ہیں۔

ان آیات کے علاوہ بھی قرآن مجید میں لفظ علم مختلف اشتقاقی صورتوں میں ۸۷۷ مرتبہ استعمال ہوا ہے، قرآن مجید میں اس مادے کے اشتقاقات جس کثرت کے ساتھ آئے ہیں، ان سے یہ نتیجہ نکالنا مشکل نہیں ہے کہ قرآن کی روسے علم کو غیر معمولی بلکہ فوق الکل اہمیت حاصل ہے، اور جب یہ لفظ جزوی ترادف کے ساتھ دوسرے مرادفات (مثلاً تعقلون، یتدبرون، تفقھون، یشعرون وغیرہ) کے ساتھ ملکر ان کی جگہ آتا ہے تو ان سے علم کے طریقوں، غایتوں، جہتوں کا پتہ چلتا ہے، اسلام میں علم کی بڑی غایت جہاں معرفت ذات وصفات باری تعالیٰ ہے وہاں فلاح وخیر انسانی بھی ہے (۲۰)

علم وادب، ارشادات نبوی ﷺ کی روشنی میں:

نبی اکرم ﷺ ملت اسلامیہ کے سب سے بڑے معلم تھے، آپ ﷺ نے اپنے اس منصب عظیم کو بایں الفاظ واضح فرمایا: انما بعثت معلما یعنی مجھے معلم بنا کر مبعوث فرمایا گیا ہے، آپ ﷺ ہی نے پہلے منظم تعلیم گاہ مدینہ منورہ میں قائم فرمائی، صفہ نامی چبوترہ پہلا مدرسہ تھا اور اصحابِ صفہ اس کے اولین متعلم تھے، اس مدرسے میں ۷۰ اور ۸۰ تک طالبعلم تھے، حضور ﷺ کے علاوہ دوسرے کبار صحابہ بھی یہاں معلم کی حیثیت سے خدمت انجام دیتے تھے (۲۱)، ذیل میں علم سے متعلق چند اہم احادیث پیش خدمت ہیں، جن سے بجا طور پر علم کی اہمیت اور مقام ومرتبے کا اندازہ ہوتا ہے، حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، کہ آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ علم کی طلب کے لیے نکلنے والا جب تک واپس نہ لوٹے وہ فی سبیل اللہ مسافر شمار ہوگا۔(۲۲)۔

حضرت ابی امامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ایک حدیث میں آنحضور ﷺ نے عالم کی فضیلت کو بایں انداز واضح فرمایا کہ عالم کی فضیلت عابد پر ایسی ہے جیسے کہ میری تمھارے عام مسلمانوں پر، اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ، اس کے فرشتے، آسمانوں اور زمین والے حتیٰ کہ چیونٹیاں اپنے بلوں میں اور مچھلیاں تک اس کے لیے دعائے مغفرت کرتی ہیں جو لوگوں کو خیر کی تعلیم دیتا ہے۔(۲۳)

حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا

کہ جو شخص علم کی طلب کے لیے جس راستے پر چلے گا اس پر اظہار خوشی کے لیے فرشتے اپنے پروں کا سایہ پھیلاتے ہیں، اور عالم کے لیے آسمانوں اور زمین کی مخلوق حتیٰ کی مچھلیاں پانی میں دعائے مغفرت کرتی ہیں، عالم کی فضیلت عابد پر ایسی ہے جیسے چاند کی ستاروں پر اور علما انبیاء کے وارث ہیں اور انبیاء کا ورثہ نہ درہم ہوتے ہیں اور نہ دینار، ان کا ورثہ علم ہی ہوتا ہے (۲۴)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص حصول علم کے لیے راستوں کا راہی ہو اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت کے راستے کو سہل بنا دیتے ہیں (۲۵)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا لوگوں میں درجہ نبوت کے قریب تر اہل علم اور اہل جہاد ہیں، اہل علم اس وجہ سے کہ انہوں نے لوگوں کو وہ باتیں بتائیں جو رسول اللہ ﷺ لائے تھے، اور اہل جہاد اس وجہ سے کہ انہوں نے پیغمبروں کی لائی ہوئی شریعت پر اپنی تلواروں سے جہاد کیا (۲۶)

عورتوں کی تعلیم، تعلیماتِ اسلام کی روشنی میں:

یہ امر بھی اہمیت کا حامل ہے کہ عہد رسالت میں مردوں کے ساتھ ساتھ عورتیں بھی حصول علم میں پیش پیش رہتی تھیں، اس ضمن میں چند احادیث ذیل کے سطور میں پیش خدمت ہیں، حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، کہ عورتوں نے حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں عرض کیا کہ آپ ﷺ سے فائدہ اٹھانے میں مرد ہم سے آگے بڑھ گئے ہیں، پس آپ ﷺ اپنی طرف سے ہمارے لیے کوئی دن مقرر فرما دیجیئے، چنانچہ حضور ﷺ نے ان سے کسی دن کا وعدہ فرمایا، جس میں آپ ﷺ ان سے ملے اور انہیں وعظ و نصیحت فرمائی (۲۷)

صحیح مسلم میں حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی ایک روایت آئی ہے کہ ایک دن ایک لڑکی میری کنگھی کر رہی تھی کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا کہ اے لوگوں! میں نے اس لڑکی سے کہا کہ مجھ سے علیحدہ ہو جاؤ (تاکہ میں وہ باتیں سنوں جو حضور ﷺ بیان کرنے لگے ہیں) وہ کہنے لگی، حضور ﷺ نے تو صرف مردوں کو بلایا ہے، عورتوں کو نہیں بلایا، میں نے جواب دیا کہ (حضور ﷺ نے لوگوں کو بلایا ہے)، اور بیشک میں لوگوں میں سے ہوں (۲۸)

ڈاکٹر حمید اللہ لکھتے ہیں، کہ یہ امر قابل ذکر ہے کہ قبل از اسلام مکے میں عورتیں بھی پڑھنا لکھنا جانتی تھیں، چنانچہ شفا دبنت عبداللہ کو جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی رشتہ دار تھیں، لکھنا پڑھنا آتا تھا، اور اسی واقفیت کے سبب جب وہ ہجرت کر کے مدینہ آئیں تو ابن حجر کے بیان کے مطابق رسول اللہ ﷺ نے ان کو مدینہ کے ایک بازار میں ایک عہدہ پر مامور فرمایا، ڈاکٹر حمید اللہ نے اس پر قیاس کیا ہے کہ چونکہ انہیں لکھنا پڑھنا آتا تھا اس لیے ایسا ہی کام ان کے سپرد کیا گیا ہوگا جس کا تعلق لکھنے پڑھنے سے ہو، ایک

امکان میرے ذہن میں آتا ہے کہ اس بازار میں عورتیں بھی سامان تجارت لاتی ہونگی لہٰذا ان کی نگرانی، انکی مدد اور انکی ضروتوں کو پورا کرنے کے لیے کسی عورت ہی کو مامور کیا جاسکتا تھا۔(۲۹)

محمود بن لبید کہتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ کی ازواج مطہرات کو کثرت سے احادیث یاد تھیں، تاہم ان میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ اور حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہ کہ مثال نہیں تھی، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے فیض حاصل کرتے تھے، اور تابعین کے ایک بڑے گروہ نے ان سے استفادہ کیا، فقہ میں آپ کے فتاویٰ جمع کئے جائیں تو ایک چھوٹا سار سالہ تیا کیا جاسکتا ہے۔(۳۰)

بنت الاسلام مزید لکھتی ہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے جن خواتین کو تعلیم و تربیت دی ان میں پہلا نام عمرہ بن عبدالرحمٰن کا ہے، محدثین ان کا نام عظمت سے لیتے تھے، امام بخاری رحمہ اللہ علیہ کی روایت کے مطابق وہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی میر منشی تھی، ان کے علم و فضل کا عالم یہ تھا کہ جب امام زہری نے علم حدیث کی تحصیل شروع کی تو محدث قاسم بن محمد نے ان سے کہا کہ تم میں علم کی بڑی حرص ہے، اس لیے میں تم کو علم کی ظرف کا پتہ بتاتا ہوں، انہوں نے کہا ضرور بتایئے، قاسم بن محمد نے کہا کہ تم عبدالرحمٰن کی لڑکی (عمرہ بنت عبدالرحمٰن) کے پاس جاو، انہوں نے ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی آغوشِ تربیت میں پرورش پائی ہے، امازہری کہتے ہیں چنانچہ میں ان کے پاس گیا واقعی وہ علم کا ایک بیکراں سمندر تھیں۔

وہ مزید لکھتی ہیں کہ مشہور مورخ ابن عساکر کے متعلق بتایا جاتا ہے، کہ انہوں نے جن اساتذہ سے علم حاصل کیا ان میں سے زیادہ عورتیں تھیں (۳۱)، ڈاکٹر احمد شبلی کے مطابق اسلام کے قرن اول سے شروع کریں تو ہمیں بلاذری کا یہ بیان ملتا ہے کہ ابتدائی دور اسلام میں پانچ عرب خواتین ایسی تھیں جو لکھنا پڑھنا جانتی تھیں، ان کے نام یہ ہیں، حفصہ بنت عمر، ام کلثوم بنت عقبہ، عائشہ بنت سعد، کریمہ بنت مقداد، اور سب سے بڑھ کر الشفاء بنت عدویہ، جنہوں نے حضرت حفصہ کو بھی پڑھایا تھا، اور آنحضرت ﷺ نے ان سے کہا تھا کہ وہ آنحضور ﷺ سے شادی کے بعد حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کو پڑھائیں، ازواج مطہرات میں سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ اور حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا پڑھ سکتی تھی، لیکن انہیں لکھنا نہیں آتا تھا، الشفاء کا حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کو پڑھانا لڑکیوں کی تعلیم کے لیے ایک مثال بن گیا۔(۳۲)

وہ مزید لکھتے ہیں کہ سب سے زیادہ فضیلت ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو حاصل ہے حضور ﷺ نے صحابہ کرام سے فرمایا تھا کہ اپنی نصف دینی تعلیم کے لیے انہیں حضرت عائشہ پر بھروسہ کرنا چاہیے، ان سے ایک ہزار احادیث مروی ہیں جن کو انہوں نے براہ راست آنحضور ﷺ

سے سنا ہے، حضرت علی رضی اللہ عنہ کی اولاد میں نفیسہ ایسی مستند محدث تھیں کہ امام شافعیؒ ان کے حلقہ درس میں شامل ہوا کرتے تھے حالانکہ انہیں بھی شہرت و عروج حاصل تھا(۳۳)

اسلامی علوم یعنی قرأت، تفسیر، حدیث، فقہ، فرائض میں متعدد صحابیات کمال رکھتی تھی، ان میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا نامِ نامی خاص طور پر قابل ذکر ہے، چنانچہ صحیح مسلم کے آخر میں ان کی تفسیر کا معتدبہ حصہ منقول ہے، مؤلف سیر الصحابیات کے مطابق فقہ میں اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے فتوے اس قدر ہیں کہ متعدد ضخیم جلدیں تیار ہو سکتی ہیں۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی علمی عظمت کا سب سے بڑا ثبوت یہ ہے کہ اکابر صحابہ ان سے مسائل پوچھنے آتے تھے(۳۴)

مشہور صحابیہ حضرت ام درداء رضی اللہ عنہا بڑی علم و فہم والی خاتون تھیں، علم و فضل میں ان کا درجہ اونچا تھا، ایک دن حضرت عون رضی اللہ عنہ اپنے چند ساتھیوں کے ساتھ ان کے پاس تشریف لائے اور دیر تک علمی گفتگو کرتے رہے اور پھر انہیں کچھ احساس ہوا اور انہوں نے حضرت ام درداء رضی اللہ عنہا سے معذرت چاہتے ہوئے کہا آپ ہماری گفتگوں اکتائی تو نہیں، فرمایا عون کیا کہا؟، میں تو ہر کام شروع کرتے وقت عبادت کی نیت کر لیتی ہوں اور علمی گفتگوں میری اصل غذا ہے، یہ میرا مشغلہ ہے، جو لطف مجھے اس میں آتا ہے اور کسی چیز میں نہیں آتا۔(۳۵)

قرآن مجید میں سائنسی علوم کا تصور:

اس امر میں کوئی شبہ نہیں کہ قرآن مجید فرقان حمید کتاب ہدایت ہے، یہ رشد و ہدایت کا وہ عظیم سرچشمہ ہے جس پر انسانیت کی ابدی فلاح و سعادت کا دار و مدار ہے، قرآن مجید ایک ہمہ گیر ضابطہ حیات اور منشور زندگی ہے، اس کی آفاقی تعلیمات انسانی زندگی کے تمام پہلوؤں پر محیط ہیں، تعلیمات اسلامی کے اس بنیادی ماخذ میں نہ صرف انسان کی ادراکی صاحیتوں کو ابھار کر اسکو حصول علم کی ترغیب دی گئی ہے، بلکہ یہ عظیم علوم و معارف کا ایک بے مثل مخزن و معدن بھی ہے، قاضی ابو بکر محمد بن عبداللہ المعروف بہ ابن عبی 542 ہجری نے لکھا ہے، کہ قرآن میں ستر ہزار علوم ہیں، ائمہ و علما کی تصانیف اور تفاسیر کا جو شخص مطالعہ کرے گا وہ اس قول کو تسلیم کرے گا، یہ ایک ایسی بدیہی حقیقت ہے جس کی صداقت اغیار نے بھی تسلیم کی ہے، ڈاکٹر مورنس فارنسیسی نے لکھا ہے کہ یہ کتاب قرآن تمام آسمانی کتابوں پر فائق ہے، بلکہ ہم کہہ سکتے ہیں کہ قدرت کی ازلی عنایت نے انسان کے لیے جو کتابیں تیار کی ہیں ان میں سب سے بہترین کتاب ہے، اس کے نغمے انسان کی خیر و فلاح کے لیے فلاسفہ یونان کے نغموں سے کہیں اچھے ہیں، خدا کی عظمت سے اس کا حرف لبریز ہے، قرآن علما کے لیے ایک علمی کتاب ہے، شائقین

علم لغت کے لیے ذخیرہ لغات، شعراء کے لیے عروض کا مجموعہ، اور شرائع و قوانین کا عام انسائیکلوپیڈیا ہے، وہ مزید لکھتے ہیں کہ اس کے ایسے عجائبات ہیں جو روز بروز نئے نئے نکلتے ہیں اور اس کے ایسے اسرار ہیں جو کبھی ختم نہیں ہوتے۔

پروفیسر ڈیبورٹ لکھتے ہیں کہ ہم پر واجب ہے کہ اس امر کا اعتراف کریں کہ علوم طبیہ، فلکیہ، فلسفہ وریاضیات وغیرہ جو قرن دہم میں یورپ تک پہنچے ہیں وہ قرآن سے مقتبس اور اسلام کی بدولت ہیں(۳۶)۔

قرآن مجید فرقان حمید میں ان علوم کا سراغ بھی ملتا ہے، جنہیں ہم سائنسی علوم کہتے ہیں، صاحب منشور قرآن نے ان تمام آیات کو جمع کیا ہے، جو سائنسی علوم سے متعلق ہیں جن متنبط سائنسی علوم کا انہوں نے ذکر کیا ہے، وہ حسب ذیل ہیں، علم کائنات، علم الفلکیات، علم طبیعات، علم پارچہ سازی (ٹیکسٹائل)، علم الحیاتیات، علم التولید (جی نیٹکس)، علم البشریات، علم نفسیات، علم تاریخ، علم جغرافیہ، علم ارضیات، جیوفزکس، علم معاشرت، علم آثار قدیمہ (آرکیالوجی)، علم شہریت، علم نباتات، علم جنگلات، علم الحیونات، علم الحشرات، علم دھات (میٹالوجی)، علم کانکنی، علم اسلحہ سازی (آمری)، علم بحریات (اوشینالوجی)، علم جہازرانی، علم آبپاشی، علم غوطہ خوری، علم تعمیرات (انجینئرنگ)، علم ہوابازی، علم اصلو تجارت، علم شماریات، علم زراعت، علم ثقافت وفن وغیرہ(۳۷)

عالم اسلام کے نامور مورخ ڈاکٹر حمید اللہ لکھتے ہیں کہ پیرس میں ایک کتاب Bible Qruan and Science چھپی ہے جو ایک مشہور سرجن بوکائی کی تصنیف ہے، بوکائی کو بچوں کی ولادت کے علم سے دلچسپی ہے وہ بیان کرتا ہے کہ علم جنین کے متعلق جو تفصیلات قرآن مجید نے دی ہیں ان کا علم نہ یونان کے مشہور قدیم اطباء کو تھا اور نہ زمانہ حال کے یورپی لوگوں کو ہے، جنہوں نے سالہا سال تک اس موضوع پر ریسرچ کی، لیکن اب سے چودہ سو سال قبل ایک بدوی ﷺ اس کا ذکر کرتا ہے، تو یقیناً یہ انسان کا کلام نہیں ہونا چاہیے، قرآن کی اس بات سے متاثر ہو کر بوکائی نے اسلام بھی قبول کر لیا تھا، ڈاکٹر صاحب نے مزید لکھا ہے کہ قرآن مجید میں جہازرانی اور علم ہیئت کا بھی تفصیلاً ذکر ہے(۳۸)

سائنسی علوم کے حوالے سے کوثر نیازی نے قرآن مجید کی اس آیت سے استشہاد کیا ہے۔

بیشک آسمانوں اور زمین کی پیدائش اور رات دن کے ادل بدل میں اہل عقل کے لیے بڑی نشانیاں ہیں

وہ اس تناظر میں لکھتے ہیں کہ بنی نوع انسان کا فرض ہے کہ وہ رات کے ادل بدل اور آسمانوں اور زمین کی تخلیق پر غور وتدبر کرے، اور کائنات کو مسخر کرنے کی کوشش کرے اس طرح اسے قول و معرف کے نہ ختم ہونے والے خزانے حاصل ہونگے۔ توحید کے ان گنت ثبوت ملیں گے اور اللہ کی حکمت وصنعت اور اس کی قدرت و حاکمیت کا یقین عطا ہوگا، سائنس سے دریافت کرو قرآن مجید کا یہ دعویٰ کشا

بر حق ہے، ہیئت کی کتابیں اٹھا کر دیکھو ستاروں کی تعداد، چاند اور سورج کے اثرات اور ان کے باہمی تعلقات، ان کے طلوع و غروب کا نظام، ان کی گردش کے طور واطوار یہ ساری چیزیں کتنی حیرت انگیز ہیں، فزیالوجی، آرکیالوجی، میٹرولوجی، جغرافیہ اور خدا جانے کتنے ہی علوم ہیں جو زمین پر غور خوض کرنے کے لیے دریافت ہو چکے ہیں مگر عقل ہے کہ اس کی حیرانی بڑھتی رہتی ہے، وہ لکھتے ہیں کہ آیت مذکورہ سے ایک سبق یہ حاصل ہوا کہ سائنسی علوم عین منشائے قرآنی ہیں اس لیے مسلمانوں کا فرض ہے کہ وہ ان میں کمال حاصل کرنے کی کوشش کریں۔(۳۹)

یہ سوال انتہائی اہمیت کا حامل ہے کہ اسلام کو مطلوب کونسا علم ہے؟، آیا مطلوب و مقصود دینی علوم ہیں جو دینی مدارس میں پڑھائے جاتے ہیں، یا دنیوی علوم جو یونیورسٹیوں اور جامعات میں رائج ہیں؟، اس کا سادہ سا جواب یہ ہے کہ اسلام کو وہ علم مطلوب ہے جس سے انسان کو معرفت حق نصیب ہو، مطالعہ قرآن سے یہ بات عیاں ہوتی ہے کہ انسان کا مقصد تخلیق بندگی رب ہے گویا کہ بندگی رب انسان کا فرئضہ منصبی ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ''وماخلقت الجن والانس الالیعبدون''

دوسری طرف قرآن نے حصول علم کی ترغیب دی ہے جیسا کہ اس دعا سے ثابت ہے: وقل رب زدنی علما

ان دو نکات کو پیش نظر رکھنے سے یہ بات واضح ہو جاتا ہے کہ اللہ کی بندگی انسان کا فرض منصبی ہے، دوسری طرف انسان کو یہ احساس دلایا گیا ہے کہ علم کا حصول اس کے لیے بڑی فضیلت کی بات ہے، دونوں باتوں کو جوڑنے سے مذکورہ سوال کا جواب خود بخود حاصل ہو جاتا ہے، کہ فضیلت والا علم در حقیقت وہ ہے جس کے حاصل ہونے کے باعث انسان اپنا فرئضہ بندگی بطریق احسن اور بہتر طور پر انجام دے سکے۔

بادی النظر میں یہ محسوس ہوتا ہے کہ فرئضہ بندگی جیسے اہم مقاصد کے لیے ''دینی علوم'' ہی مفید ہو سکتے ہیں نہ کہ ''دنیوی علوم''، لیکن حقیقت یہ ہے کہ جن علوم کو دنیوی علوم کہا جاتا ہے انہیں حاصل کرنے سے بھی اگر مقصد یہ ہو کہ ان کے ذریعے خدا کی رضا اور خوشنودی حاصل کی جائے اور اس کا نائب اور خلیفہ ہونے کی حیثیت سے اپنے فرائض بہتر طریقے سے انجام دیے جائیں تو وہ علوم بھی اس طرح باعث فضیلت ہو جائیں گے جس طرح دینی علوم۔

مثلاً ایک شخص طب کا طالبعلم ہے اس کا مقصد یہ ہے کہ اس کے ذریعے وہ دکھی انسانیت کی خدمت کر کے خدا کی خوشنودی حاصل کرے اور علم طب کے فروغ اور ترویج کے ذریعے مسلم معاشرے میں طبیبوں کی تعداد کو بڑھائے تاکہ مسلمان علاج و معالجے کے لیے غیر مسلموں کے دروازوں پر نہ جائیں تو یقینا اس نیت سے طب کی تعلیم حاصل کرتا ہے تاکہ مسلم معاشرے کو ایجادات کی

وہ طاقت بہم پہنچائے، جو اشاعت دین کی راہ میں ممد و معاون ثابت ہو سکے تو اس کا سائنس پڑھنا بھی باعث فضیلت ہو گا۔

اسی طرح معاشیات کا طالب علم جدید معاشیات کے اصول و قواعد کو سمجھنے کے لیے اپنی صلاحتیں بروئے کار لاتا ہے تاکہ وہ اصولوں کے اس حصے کے نقائص کامیابی سے واضح کر سکے جو اسلام کے معاشی اصولوں سے متصادم ہوں اور اسلام کے معاشی نظام کی برتری اور افادیت ثابت کردے تو معاشیات اس کے لیے دنیوی علم نہیں بلکہ دینی علم بن جائے گا، کیونکہ اس کے پڑھنے کا مقصد دین کی خدمت ہو گا، حقیقت یہ ہے کہ علوم بذات خود دنیوی یا دینی نہیں ہوتے ہیں بلکہ جس مقصد کو سامنے رکھ کر انہیں حاصل کیا جائے گا وہ انہیں دنیوی یا دینی بنائے گا، لہٰذا جن علوم کو رواج عام کے مطابق دنیاوی کہا جاتا ہے وہ بھی ان تمام فضیلتوں کے حصول کا ذریعہ بن سکتے ہیں، جس کا خدا اور خدا کے رسول ﷺ نے ذر فرمایا ہے بشر طیکہ انہیں اس نیت سے حاصل کیا جائے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی فرمانبر داری اور اس کے دین کی خدمت گذاری میں مدد دیں اور انسان کو اللہ کا بہتر نائب بننے میں مدد گار ہوں، باقی رہے وہ علوم جنھیں دینی علوم کہا جاتا ہے یعنی علم قرآن، علم حدیث، علم تفسیر، علم فقہ وغیرہ تو بلاشبہ وہ انسان کو اس قابل بناتے ہیں کہ وہ خود اللہ تعالیٰ کا فرماں بردار رہے اور دوسروں کو فرمانبرداری کی دعوت دے مگر اس امر کے لیے بھی نیت کی درستگی شرط ہے، مثلاً اگر کوئی شخص قرآن و حدیث کا علم حاصل کرتا ہے، مگر اس سے اس کا مقصود نہ خدا کی رضا اور خوشنودی ہے نہ اس کے دین کی خدمت تو اس کے لیے فضیلت نہیں ہے کیونکہ اس کا علم خدا کا اچھا اور فرمانبر دار نائب بننے اور فریضہ زندگی انجام دینے میں مدد نہیں دے رہا، بعض غیر مسلم علماء انتہائی دقت نظر سے قرآن و حدیث کا مطالعہ کرتے ہیں مگر مقصود ان کا یہ ہوتا ہے کہ کوئی ایسی بات ڈھونڈ لیں جسے الٹے معنی پہنا کر اسلام کے خلاف دشمنانہ پروپیگنڈہ کر سکیں، اس طرح کے دینی علوم کے حصول پر فرشتے اپنے بازو نہیں بچھا دیتے (۴۰)، اس پوری بحث کا خلاصہ یہ ہے کہ علم حاصل کرنا اللہ تعالیٰ کے نزدیک بہت زیادہ فضیلت کی بات ہے، بشر طیکہ وہ طالب علم کو اللہ تعالیٰ کے قریب کرنے والا ہو، نہ کہ دور لے جانے والا۔

حاصل بحث:

اس تحقیقی مطالعہ سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ اسلام علم کو غیر معمولی اہمیت دیتا ہے، قرآن مجید میں جابجا انسان کی ادراکی صلاحیتوں کو ابھار کر اس کو غور و فکر کی دعوت دی گئی ہے، انسان کی عظمت کا راز علم ہی میں مضمر ہے اور مخلوقات عالم پر اس کے شرف و فضیلت کی وجہ در حقیقت علم ہی ہے، دوسری طرف یہ بھی ایک مسلمہ امر ہے کہ اسلام سراپا علم ہے، اسلامی تعلیمات میں ہی علم و عرفان کے جواہر

موجود ہیں جن سے فضیاب ہو کر انسان کو نہ صرف معرفت حق نصیب ہوتی ہے بلکہ وہ شعور ہستی اور عرفان ذات کے مراحل سے گذر کر اپنے ہم جنسوں کے لیے سراپا محبت بن جاتا ہے اور علم و عرفان کے انوار و تجلیات سے منور و تاباں ہو کر ظلمت کدہ دہر کو علم کی کرنوں سے روشن کرتا ہے۔

دوسری اہم بات جو اس تحقیق میں واضح ہوتی ہے وہ یہ ہے کہ اسلام حصول علم کے لیے جنس کی بنیاد پر کسی تفریق اور تخصیص کا قائل نہیں ہے، بلکہ اسلام مسلمان مرد اور عورت پر بلا تفریق حصول علم کو فرض قرار دیتا ہے، گویا کہ اسلام کے نزدیک حصول علم تکمیل ذات اور فلاح معاشرہ کے لیے ناگزیر ہے لہٰذا اسلام اس امر کی قطعی اجازت نہیں دیتا کہ لڑکیوں پر تعلیم کے دروازے بند کر دیے جائیں اگرچہ اسلام نے اپنی حکیمانہ تعلیمات کے ذریعے عورتوں کے لیے ایک دائرہ کار کا تعین ضرور کیا ہے، جو یقینی طور پر اقتضائے فطرت ہے مگر اس کا ہر گز مطلب یہ نہیں ہے کہ تعلیمی اداروں کے دہشت گردی کے وحشیانہ کاروائیوں کی بھینٹ چڑھایا جائے اور تعلیم کو عورت کے لیے شجر ممنوعہ بنایا جائے، حقیقت یہ ہے اس طرح کی قدغن جاہلانہ ذہنیت کا شاہکار ہے جس کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

اس بحث سے یہ نتیجہ بھی بآسانی اخذ کیا جا سکتا ہے کہ عہد رفتہ میں مسلمانوں کا عروج و کمال قرآن مجید فرقان حمید کی دعوت فکر کا نتیجہ تھا اسی دعوت فکر پر لبیک کہتے ہوئے مسلمانوں نے ارض و سماء اور گردش لیل و نہار پر غور و فکر کیا اور سائنسی علوم کی بنیاد رکھنے کا اعزاز عظیم حاصل کیا، یہ اس وقت کی بات ہے جب یورپ اندھیروں میں بھٹک رہا تھا، یورپ کی موجودہ سائنسی ترقی مسلمانوں کے متعارف کردہ سائنسی علوم کی رہین منت ہے، یہ ایک ایسی حقیقت ہے جس کا اعتراف مغربی مفکرین اور محققین نے بھی کیا ہے۔

اس امر میں کوئی شبہ نہیں کہ علوم کی دینی و دنیوی تفریق افراد کی ذہنی اختراع اور مسلمانوں کی سیاسی لامرکزیت کا شاخسانہ ہے، اسلام میں اصل اہمیت مقصد کی ہوتی ہے اگر حصول علم کا مقصد معرفت حق، خدمت دین اور فلاح و بہبود انسانی ہو تو وہی علم اسلام کو مطلوب ہے خواہ وہ مروجہ دینی علم ہو یا دنیوی۔

حوالہ جات:

۱۔ علم، بنت الاسلام، ص۸، ادارہ بتول، سید پلازہ، لاہور ۱۹۹۸ء

۲۔ مصباح اللغات، بلوائی، عبدالحفیظ، ابوالفضل، ص۵۳۸، لٹل اسٹار پرنٹرز، ۱۹۵۰ء

۳۔ فیروز اللغات، ص۴۸۵، فیروز سنز لمیٹڈ، لاہور، کراچی، راولپنڈی، سن ندارد

۴۔ Urdu English Dictionary, P08, Feroz Sons Ltd. Karachi

۵۔ قاموس مترادفات، وارث سرہندی، ص ۸۱۱، شیخ غلام علی اینڈ سنز، اردو سائنس بورڈ، لاہور، ۲۰۰۱ء

۶۔ اسلام کا نظریہ تعلیم، خورشید احمد، پروفیسر، ص ۷، ادارہ تعلیمی تحقیق، تنظیم اساتذہ پاکستان ۱۹۸۱ء

۷۔ اردو دائرہ معارف اسلامیہ، ص ۴۴۴، ۴۴۳، ج ۱، دانش گاہ پنجاب، لاہور، سن ندارد

۸۔ ایضاً، ص ۴۴۷

۹۔ اسلامی نظریہ تعلیم، ص ۱۶

۱۰۔ العلق، ۱تا۵

۱۱۔ القلم، ۱

۱۲۔ البقرہ، ۳۱، ۳۲

۱۳۔ النساء، ۱۶۲

۱۴۔ التوبہ، ۱۲۲

۱۵۔ الزمر، ۹

۱۶۔ طٰہٰ، ۱۱۴

۱۷۔ بصیرت، کوثر نیازی، ص ۸۴، مطبوعہ فیروز سنز لمیٹڈ، لاہور، ۱۹۷۵ء

۱۸۔ المجادلہ، ۱۱

۱۹۔ فاطر، ۲۸

۲۰۔ اردو دائرہ معارف اسلامیہ، ص ۴۴۸

۲۱۔ اسلام کا نظریہ تعلیم، ص ۲۵

۲۲۔ ریاض الصالحین، ص ۱۹۵

۲۳۔ ایضاً، ص ۱۹۶

۲۴۔ مشکوٰۃ شریف، مترجم، محمد بن عبداللہ، امام ولی الدین، مترجم، عبدالعلیم علوی، ص ۷۶، ج ۱، مکتبہ رحمانیہ، اردو بازار، لاہور، سن ندارد

۲۵۔ ریاض الصالحین، ص ۱۹۶

۲۶۔ اسلام کا نظریہ تعلیم، ص ۱۷

۲۷۔ صحیح البخاری، محمد بن اسماعیل بخاری، ص ۲۰، ج ۱، نور محمد اصح المطابع وکارخانہ تجارت کتب، آرام باغ، کراچی ۱۹۶۱ء

۲۸۔ علم، بنت الاسلام، ص ۴۳

۲۹۔ خطبات بہاولپور، ڈاکٹر محمد حمید اللہ، ص ۲۶۵، ادارہ تحقیقات اسلامی، اسلام آباد، ۲۰۰۵ء

۳۰۔ علم، بنت الاسلام، ص ۴۳

۳۱۔ ایضاً، ص ۴۲

۳۲۔ تاریخ تعلیم وتربیت اسلامیہ، ڈاکٹر احمد شبلی، ترجمہ محمد حسن خان، ص ۲۵۰، ادارہ ثقافت اسلامیہ، لاہور ۱۹۹۶ء

۳۳۔ ایضاً، ص ۳۵۳

۳۴۔ علم، بنت الاسلام، ص ۴۳
۳۵۔ ایضاً، ص ۴۴
۳۶۔ تاریخ القرآن، عبدالصمد صارم، ص ۱۳۳، ۱۳۴، مکتبہ معین الادب، لاہور، ۱۹۷۱ء
۳۷۔ منشور القرآن، عبدالحکیم ملک، ص ۱۲، ۱۱، اسلامک ریسرچ فاؤنڈیشن پاکستان، مکتبہ قاسمیہ، ملتان، ۲۰۰۵ء
۳۸۔ خطبات بہاولپور، ص ۲۷۶
۳۹۔ بصیرت، ص ۸۳، ۸۴
۴۰۔ علم، بنت الاسلام، ص ۱۳، ۱۲